

یاد ہی اس اسیرِ غمِ جاں کو دہر پر
خواہش دیدارِ احمد کے دگر کچھ بھی نہیں
(غازی مرید عثمان شہید چشتی سیالوی پابندی عہدہ الدہلیہ)

شہیدِ ناموسِ رسالت، کشتہٗ عشقِ مصطفیٰ، غازیِ اسلام

ملکِ حسدِ قادِ رضوی محمد ممتاز حسین شہید

تحریر
علامہ شہکوار احمد ضیاء سیالوی
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر:

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

کتنی بلند عشق کی پرواز کر گیا اپنا جہاں میں منفرد انداز کر گیا

قربان ہو کر آقا کے ممتاز نام پر ممتاز اپنے نام کو ممتاز کر گیا

شہید ناموس رسالت ملک ممتاز حسین قادری رحمہ اللہ مقبول بارگاہ رسالت ہیں، آپ کی زندگی اور بعد از وصال کے متعدد محیر العقول احوال و واقعات اس پر شاہد عدل ہیں۔ درج ذیل سطور میں اختصار کے ساتھ آپ کے سوانح پیش خدمت ہیں۔

ولادت و بشارت: شہید ناموس رسالت غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری

رضوی عطاری شہید رحمہ اللہ یکم جنوری 1985ء کو راولپنڈی (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے تقریباً دو سال پہلے ایک رات والد گرامی ملک محمد بشیر اعوان مدظلہ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ گھر کے کونا میں ایک نورانی چہرہ والے باریش بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ ملک صاحب پریشان ہوئے کہ دروازہ بند ہونے کے باوجود یہ بزرگ کمرے میں کیسے تشریف فرما ہوئے ہیں؟ اسی دوران وہ بزرگ اُٹھے اور کمرہ سے باہر جاتے ہوئے کہا: ”بشیر صاحب! جہاں ہم نے نماز پڑھی ہے وہاں اللہ کا ایک ولی اور عاشق رسول ﷺ پیدا ہوگا جو آپ کا نام پوری دنیا میں روشن کرے گا۔ اُس کی ایک لکڑی سے چار سو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جائے گا اور پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کو دوام حاصل ہوگا۔“ چنانچہ دو سال بعد گھر کے اسی کونا میں شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

والد صاحب کا کہنا ہے کہ میں دیہاڑی دار مزدور تھا اور رزق حلال کما کر گھر کے دس افراد کا خرچ مشکل سے چلاتا تھا، بنیادی ضروریات بھی پوری طرح میسر نہیں

تھیں۔ شہید ناموس رسالت کی ولادت کے بعد میرے بچوں کو ملازمتیں ملیں اور دن بدن گھر کی رونقوں اور خوشیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ میرے علاوہ شاید کوئی نہیں جانتا تھا یہ ساری بہار میرے سانولے چاند ”ممتاز“ کی برکت سے تھی۔

ابتدائی حالات : گھر والوں کا کہنا ہے کہ وہ بچپن سے ہی خاموش مزاج تھے اور یہ عادت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئی۔ ابتدائی کلاسوں میں خود ہی سکول کے لیے تیار ہو جاتے اور بغیر کسی کی مدد کے اپنا ہوم ورک مکمل کر لیتے۔ پاک صاف رہنے، محافل میں شریک ہونے اور نعتیں پڑھنے کا شوق تھا۔

چھٹی کلاس میں تھے کہ سر پر عمامہ سجانا شروع کر دیا۔ دہم میں پہنچے تو بانی دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے مرید ہو گئے۔ اب دینی رجحانات میں مزید اضافہ ہو گیا اور پڑھائی کی طرف توجہ کم ہو گئی۔ انھوں نے ”مدرسۃ المدینہ“ کراچی میں داخلہ کی خواہش ظاہر کی جو گھریلو حالات کی وجہ سے پوری نہ ہو سکی۔

پولیس میں شمولیت اور محکمانہ کارکردگی:

شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ 2003ء میں محکمہ پولیس میں بھرتی ہوئے اور 2008ء میں ایلٹ فورس میں شمولیت اختیار کی۔

محکمانہ ریکارڈ کے مطابق نہ تو انھوں نے کبھی کسی سے بداخلاقی کی، نہ کسی غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث پائے گئے اور نہ ہی ان کا کبھی کسی دہشت گرد تنظیم سے تعلق رہا۔

محکمہ کے تمام افسران و ملازمین ان سے محبت کرتے تھے کیونکہ وہ بہت ملنسار تھے، وقت کی پابندی کرتے اور فرائض کو احسن طریقہ سے ادا کرتے حتیٰ کہ نماز کی ادائیگی میں جو وقت صرف ہوتا وہ بعد میں اضافی ڈیوٹی کر کے پورا کرتے، بیشتر وردی میں رہتے۔

کمانڈو کورس کے دوران اُن کی نشانہ بازی پر تمام ساتھی اور تربیت دینے والے حیران ہوتے تھے، وہ چلتے اور بھاگتے ہوئے حتیٰ کہ آنکھیں بند کر کے بھی درست نشانہ بنا سکتے تھے۔ اللہ کی طرف سے اس خاص عطا کا ہی نتیجہ تھا کہ گستاخ سلمان تاثیر کو نشانہ بناتے ہوئے اُنھوں نے 27 گولیاں فائر کیں اور ایک بھی خطا نہیں ہوئی۔

دین سے محبت: شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ نماز، روزہ اور دیگر احکام شریعت کے پابند تھے۔ سنت رسول ﷺ پر عمل کی کوشش کرتے تھے۔ علما کی محبت اور اُن کی خدمت کو باعث فخر سمجھتے تھے۔

گھر والوں کا کہنا ہے کہ ہم نے دھوم دھام سے اُن کی شادی کرنے کے لیے کافی رقم جمع کر رکھی تھی، مگر اُنہوں نے کہا: ”شادی شریعت کے مطابق سادگی سے ہوگی، ڈسکو وغیرہ کے بجائے محفل کا اہتمام ہوگا اور بارات و ولیمہ میں چند افراد کو دعوت دی جائے گی۔“ جنازہ کے موقع پر شرکاء جنازہ کو اُن کے ساتھی پولیس اہلکاروں نے بتایا کہ وہ میز پر کھانا کھانے کے بجائے زمین پر بیٹھ کر کھاتے اور کہتے:

”زمین پر بیٹھ کر کھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔“

اہل محلہ شاہد ہیں کہ ڈیوٹی سے چھٹی کے دنوں میں محلہ کے بچوں کو نعت شریف اور سنیتیں سکھاتے تھے، اسی لیے محلہ بھر کے بچے اُن سے بہت محبت کرتے تھے۔

راقم نے اُن کے دست مبارک سے لکھی ہوئی تحریر میں پڑھا:

”ہر وقت با وضو رہیے،“ ”ہمیشہ سچ بولیں،“ ”مدنی چینل دیکھتے رہیے“

نعت خوانی: شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ بہترین نعت خواں

تھے۔ اُنھیں بچپن سے ہی نعت رسول مقبول ﷺ پڑھنے کا شوق تھا۔

اُنھوں نے اپنی یادداشتوں میں لکھا: ”دس سال کی عمر میں جو نعت رسول مقبول ﷺ ایک بار سن لیتا وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی، جب کہ اسکول کا انگریزی سبق مجھے دس دس دن تک یاد نہیں ہوتا تھا۔ سبق یاد نہ ہونے کی صورت میں سکول میں اساتذہ کو انگریزی نظم کے بجائے نعت رسول مقبول ﷺ سنا دیتا تو ہر سزا سے بچ جاتا۔“ اُن کا معمول تھا کہ روزانہ ڈیوٹی پر جانے سے پہلے اور ڈیوٹی سے واپسی پر اپنے نومولود شہزادے ”محمد علی رضا“ کو نعت شریف اور اذان سناتے۔

گرفتاری کے فوراً بعد کو ہسپتال میں وہ وجد کے عالم میں نعت رسول مقبول ﷺ کی یاد دہانی کے لیے پڑھ کر بارگاہ رسالت میں حاضری لگوار ہے تھے اور شہادت سے پہلے بھی کئی گھنٹے تک نعت خوانی میں مشغول رہے۔

سلمان تاثیر کے قتل کا پس منظر:

14 جون 2009ء کو ضلع ننکانہ کے گاؤں اٹانوالی میں ایک عیسائی عورت ”آسیہ“ نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد عدالت نے اُسے 8 نومبر 2010ء کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کا حکم سنایا۔

20 نومبر 2010ء کو اُس وقت کے گورنر پنجاب ”سلمان تاثیر“ نے پوپ اور دیگر عیسائی کمیونٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے شیخوپورہ جیل میں آسیہ مسیح سے ملاقات کی اور اُس ملعونہ کو یقین دلایا کہ میری تمام تر ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں اور میں تمہیں صدر پاکستان سے معافی دلاؤں گا۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے گورنر نے کہا: ”آسیہ کو (گستاخی رسول کی وجہ سے) جو سزا سنائی گئی، وہ انسانیت کے خلاف اور بڑی ظالمانہ سزا ہے۔“

مزید برآں سلمان تاثیر نے قرآن و سنت کی روشنی میں بننے والے قانون تحفظ ناموس رسالت (C-295) کو ”کالا قانون“ کہہ ڈالا، اور ٹویٹر (Twitter) پر اپنے آخری پیغام میں لکھا:

”مجھ پر توہین رسالت قانون کے سلسلے میں دائیں بازو کی قوتوں کے سامنے جھکنے کے لیے شدید دباؤ ہے، تاہم اگر میں اس موقف پر آخری شخص بھی رہ گیا تب بھی ایسا نہیں کروں گا، میں ایسے لوگوں کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔“

صرف یہی نہیں سلمان تاثیر کو ختم نبوت کے منکر قادیانیوں سے اس قدر ہمدردی تھی کہ اُس کی بیٹی شہربانو نے بیان دیا:

”میرے والد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے سخت خلاف تھے۔“

سلمان تاثیر کے والد ڈاکٹر ”محمد دین تاثیر“ ناموس رسالت پر فدا تھے۔ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو لاہور منتقل کرنے کے لیے انھوں نے ہی ازراہ عقیدت تابوت پیش کیا تھا۔ نہ جانے سلمان تاثیر کو اپنے والد کے افکار سے اس قدر بغاوت کیوں تھی۔

سلمان تاثیر کا جرم:

رسول اللہ ﷺ کی شان میں معاذ اللہ گالیاں بکنے والی عورت کو عدالتی تحقیقات میں گستاخ ثابت ہونے کے بعد ”بے قصور“ اور ”مظلومہ“ کہہ کر قانون ہاتھ میں لینا اور اپنے عہدہ کے حلف کی خلاف ورزی کرنا، ملعونہ گستاخ کی وکالت کر کے خود توہین رسالت کا ارتکاب کرنا، قرآن و سنت کی روشنی میں بننے والے ”قانون تحفظ ناموس رسالت“ (C-295) کو ”کالا قانون“ قرار دینا، علما کو جوتی کی نوک پر رکھنے کا کہنا

اور ختم نبوت کے منکر مرزائیوں کو مسلمان سمجھنا وہ اُمور ہیں جو اُس کے قتل کا سبب بنے۔

حکومت کی غفلت: مسلمان خواہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو

اپنے آقا ﷺ کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ سلمان تاثیر کی ہرزہ سرائیوں پر ملک بھر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ احتجاجی مظاہروں، ملک گیر ہڑتال اور تحریر و بیان کے ذریعے ایمانی جذبات کا اظہار کیا گیا، 500 سے زائد علما کی طرف سے فتاویٰ جاری کیے گئے۔ مگر افسوس نہ تو صدر مملکت نے گورنر کو لگام دی، نہ ہی چیف جسٹس نے سوموٹو ایکشن لیا اور نہ ہی کسی دوسرے ذمہ دار کے کان پر جوں رینگے، حتیٰ کہ جب گورنر کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے FIR کاٹنے کی درخواست کی گئی تو جواب ملا: ”گورنر کے خلاف کارروائی نہیں ہو سکتی کیونکہ اُسے قانونی طور پر استثناء حاصل ہے۔“

شہید ناموس رسالت کا اضطراب:

شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ کے بھائی ملک دلپذیر اعوان کا کہنا ہے کہ سلمان تاثیر کی ہرزہ سرائیوں اور اُس کے خلاف ہونے والے احتجاج کے دوران گرفتاریوں پر شہید ناموس رسالت پریشان رہنے لگے، کھانا پینا بھی مشکل ہو گیا، بیٹے ”محمد علی“ کے بیمار ہونے پر مجھے کہا: ”مجھ میں ہمت نہیں، آپ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جائیں“۔ گھریلو معاملات میں بے توجہی کے باعث گھر والے پریشان اور کچھ ناراض بھی ہوئے۔ میرے استفسار پر کہنے لگے: ”بہت بڑے عہدہ پر فائز ایک شخص تو ہیں رسالت کر رہا ہے، علما فتوے دے رہے ہیں، احتجاج ہو رہا ہے، میں سخت تکلیف میں ہوں، مجھ سے کھایا پینا نہیں جا رہا اور میرا دوستوں میں دل نہیں لگتا۔“

اُنھوں نے مختلف وکلا اور پولیس آفیسرز سے سلمان تاثیر کے خلاف FIR درج

نہ ہونے کی وجہ بھی پوچھی، جب انھیں بتایا گیا کہ گورنر کے خلاف مقدمہ درج نہیں ہو سکتا تو کہنے لگے: ”یہ کیسا قانون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کوفرات کے کنارے بھوک سے مرنے والے کتے کے بارے بھی جواب دہ سمجھتے تھے اور یہاں حکمران گستاخی بھی کریں تو اُن کے خلاف مقدمہ درج نہیں کیا جاتا۔“

ناموس رسالت کانفرنس: ملک دلپذیر صاحب کا بیان ہے:

31 دسمبر 2010ء کو ہمارے گھر سے ملحقہ پلاٹ میں ”شباب اسلامی“ کے زیر اہتمام ناموس رسالت کانفرنس تھی۔ اس موقع پر وہ مجھے بہت خوش نظر آئے، اُنھوں بال کٹوائے، خوبصورت لباس پہنا، سر پر سیاہ عمامہ سجایا۔

کانفرنس میں سب سے پہلے انھیں ہی نعت شریف پڑھنے کے لیے بلایا گیا۔ چہرے کی خوبصورتی، چال ڈھال دیکھ کر میں سوچ رہا تھا کہ آج یہ حسن کہاں سے اور کیوں آیا؟ مجھے کیا معلوم تھا کہ اُن کی تقدیر میں کیا کچھ لکھا جا چکا ہے۔

سلمان تاثیر نشانہ پر: 4 جنوری 2011ء تاریخی دن ہے جب

شہید ناموس رسالت ممتاز حسین قادری رحمہ اللہ نے اپنے آقا کریم ﷺ کی گستاخیوں کا بدلہ لیتے ہوئے اسلام آباد کی کوہسار مارکیٹ کے باہر سلمان تاثیر کو 27 گولیاں ماریں، جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ عشاق رسول ﷺ نہایت مسرور ہوئے، کفر کے ایوانوں میں زلزلہ مچا ہوا اور (C-295) میں ترمیم کے حوالے سے پارلیمنٹ میں جمع کروائی گئی قرارداد سمیت ناموس رسالت کے خلاف اٹھنے والی تمام آوازیں تھم گئیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سلمان تاثیر کے حامیوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود اُس کا جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی عالم دین میسر نہ آیا۔

شہید ناموس رسالت کا جذبہ:

ملک دلپذیر اعوان صاحب کا کہنا ہے کہ 4 جنوری 2011ء کو تین دن سے کھانا پینا متروک ہونے کے باوجود غازی صاحب لاغر ہونے کے بجائے انتہائی چاق و بند نظر آئے۔ لگتا تھا کہ وہ خود حرکت نہیں کر رہے بلکہ انھیں کوئی اور چلا رہا ہے۔ میں نے یہ پھرتی دیکھ کر پوچھا: ”کیا کوئی VIP کال آگئی ہے؟“ کہنے لگے: ”دلپذیر بھائی! VIP نہیں VVIP کال آئی ہے، میں نے جلدی جانا ہے۔“

بعد میں بھابھی سے معلوم ہوا آج وہ اتنی جلدی ڈیوٹی پر چلے گئے کہ ناشتا بھی نہیں کیا اور بیٹے کو نعت شریف بھی نہیں سنائی۔

سہ پہر تقریباً 4:30 بجے شور مچ گیا اور ہمارے گھر مبارکبادیں دینے کے لیے آنے والوں کا ہجوم ہو گیا، جب میں نے ٹیلی وژن آن کیا تو ”ممتاز“ بھائی کی ہنستی مسکراتی صورت نظر آئی، وہ کہہ رہے تھے: ”گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔“

عدالتی فیصلہ: سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے فوراً بعد آپ نے گرفتاری پیش کر دی۔ میڈیا اور 60 سے زائد تفتیشی اداروں کے سامنے ایک ہی بیان دیا کہ میں نے سلمان تاثیر کو ”توہین رسالت“ کی وجہ سے قتل کیا اور میں اپنے فعل پر نہایت مطمئن ہوں۔

راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں لگائی گئی انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے ذریعے کیس کی سماعت ہوئی۔

عدالتی کارروائی کی رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔ رپورٹ کے مطابق آپ کا بیان درج ذیل ہے:

I came across the Salman Tasir. Then I had the occasion to address him, "Your honour being the Governor had remarked about blasphemy Law as black law, if so it was unbecoming of you." Upon this he suddenly shouted and said, "Not only that it is black law but it is also my Shit." Being a Muslim I lost my control under grave and suddenly provocative, I passed the trigger and he lay dead in front of me. I have no repentance and I did it for "Tahafuz-i-Namoos-i-Rasool (ﷺ)"

ترجمہ: میں سلمان تاثیر کی طرف بڑھاتا تب مجھے اُس سے بات کرنے کا موقع ملا: ”محترم آپ نے بحیثیت گورنر قانون تحفظ ناموس رسالت کو ” کالا قانون“ کہا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یہ آپ کے لئے مناسب نہیں (آپ کو زیب نہیں دیتا)۔“ اس پر وہ اچانک چلایا اور کہنے لگا: ”نہ صرف وہ کالا قانون ہے، بلکہ وہ میری نجاست ہے“۔ بحیثیت مسلمان میں دباؤ (جذبات) میں خود کو کنٹرول نہ رکھ سکا اور فوراً مشتعل ہو گیا۔ میں نے ٹرگر (بندوق کا گھوڑا) دبایا اور وہ میرے سامنے ڈھیر ہو گیا۔ مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہے اور میں نے یہ تحفظ ناموس رسول ﷺ کے لیے کیا۔“

یکم اکتوبر 2011ء کو دہشت گردی عدالت کے جج پرویز علی شاہ نے آپ کو دو مرتبہ سزائے موت اور دو لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی اور اپنے فیصلہ میں کہا:

”آپ نے جو کام کیا وہ اسلام کی رُو سے ٹھیک ہے، مگر ملکی قانون کے تحت آپ کو سزا سنائی جا رہی ہے۔“ (یعنی اگر اسلامی قانون ہوتا تو عدالت آپ کو باعزت طور پر بری کر دیتی، مگر یہاں انگریز کا جاری کردہ قانون ہے اس لیے آپ کو سزا سنائی جا رہی ہے۔) یہ فیصلہ سنتے ہی شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا اور اُنھوں نے وہاں موجود اپنے والد کو مبارک باد دی اور حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی۔

اس فیصلہ کو اسلام آباد ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ 9 مارچ 2015ء کو اسلام آباد ہائی کورٹ نے دہشت گردی عدالت کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ کیس دہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتا، البتہ ہائی کورٹ نے فرد واحد کے قتل کی بنیاد پر ایک بار سزائے موت کا فیصلہ برقرار رکھا۔

اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی، جہاں جسٹس (ر) خولجہ محمد شریف (سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ) اور جسٹس (ر) نذیر اختر نے قرآن و سنت کی روشنی میں غازی صاحب کے حق میں زبردست دلائل پیش کیے، مگر کسی کے دباؤ پر ”آصف کھوسہ“ کی سربراہی میں بنچ نے دلائل کو رد کیے بغیر 17 اکتوبر 2015ء کو اپنا فیصلہ سناتے ہوئے سزائے موت ختم کرنے کے بجائے، دہشت گردی عدالت کا فیصلہ بحال کر دیا۔

اس پر نظر ثانی کے لیے درخواست دائر کی گئی مگر وکلاء کے دلائل سنے بغیر ہی ”آصف کھوسہ“ نے اُسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ ”مسلمان تاثیر نے کوئی گستاخی کی ہی نہیں،“ لہذا درخواست ناقابل سماعت ہے۔

عدالتی فیصلہ کی حیثیت: شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ

کے بارے عدالتی فیصلہ قرآن و سنت، تاریخ اسلام اور نظریہ پاکستان سے متصادم تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گستاخ رسول کو ماورائے عدالت قتل کیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کی تائید میں آیت نازل فرمائی۔ (النساء: 65)

رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام نے گستاخوں کو واصل جہنم کیا، جس پر آپ ﷺ نے اُن کی تحسین فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ خلفاء راشدین سے آج تک اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی اسلامی حکومت کی طرف سے گستاخ کو قتل کرنے پر سزا سنائے جانے کی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔

خود دہشت گردی عدالت کے جج نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا تھا: ”آپ نے جو کام کیا وہ اسلام کی رُو سے ٹھیک ہے۔“ جب آئین کے مطابق قرآن و سنت پاکستان کا ”سپریم لاء“ ہیں تو یہ فیصلہ آئین پاکستان کے بھی خلاف ہوا۔ آج غازی علم الدین شہید کے دفاع میں پیش پیش رہنے والے علامہ اقبال، قائد اعظم اور دیگر کارکنان تحریک پاکستان کی روحیں ہم سے پوچھ رہی ہیں:

”کیا ہم نے یہ ملک اس لیے بنایا تھا کہ یہاں ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے کو دہشت گرد قرار دے کر شہید کر دیا جائے؟“

شہادت: اپیل مسترد ہونے کے بعد صدر کو مر اسلہ روانہ کیا گیا جس میں کہا گیا کہ یہ فیصلہ قرآن و سنت کے منافی ہے، لہذا صدر اپنے خصوصی اختیارات کے تحت اسے کالعدم قرار دیں۔ دوسری طرف مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں نے صدر سے ملاقات کے لیے رابطہ کیا اور ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ، شیخ الحدیث علامہ خادم

حسین رضوی مدظلہ اور دیگر اکابرین اہل سنت نے ”تحریک رہائی ممتاز حسین قادری“ کے تحت عدالتی فیصلہ کے خلاف احتجاجی تحریک چلائی۔ مگر افسوس بے حمیت وزیراعظم کی ایڈوائس پر ضمیر فروش صدر نے عوام کے ایمانی جذبات کا قتل عام کرتے ہوئے مراسلہ کو مسترد کر دیا، جس کے بعد 29 فروری 2016ء بروز پیر صبح کے وقت غازی اسلام کو شہید کر دیا گیا۔ (اللہ اس بیہانہ عدالتی قتل میں ملوث تمام افراد کو نشانِ عبرت بنائے)

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
عوامی رد عمل کے خوف سے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ مکمل طور پر خفیہ رکھا گیا۔
رات کو آپ معمول کے مطابق آرام کر رہے تھے کہ نیند سے بیدار کر کے بتایا گیا کہ صبح
آپ کو پھانسی دی جائے گی۔ آپ نے سفید لباس زیب تن کیا، واسکٹ پہنی جس پر
پاکستانی پرچم کا بیج آویزاں کیا۔

ادھر پولیس کی گاڑیاں آپ کے گھر کے باہر پہنچیں اور اہل خانہ سے کہا کہ غازی صاحب کی طبیعت خراب ہے، خیریت دریافت کرنے کے لیے آئیں۔

اہل خانہ کی آمد پر آپ نے اُنھیں نہایت اطمینان کے ساتھ جھوم جھوم کر دیر تک نعتیں سنائیں اور بتایا کہ مجھے بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ، خلفاء راشدین، غوث اعظم اور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہم کی زیارت ہوئی ہے، اُنھوں نے میری قربانی قبول ہونے کی بشارت دی ہے۔

اُنھوں نے اہل خانہ سے یہ بھی کہا: ”تمہاری خواہش تھی کہ میں رہا ہو جاؤں اور میری خواہش تھی کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جاؤں ، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے میری التجا کو قبول فرمایا ہے۔“

آپ کو شہید کرنے کے لیے چار بجے کا وقت طے تھا۔ اہل خانہ سے ملاقات کے بعد آپ نے آب زمزم اور عجوہ کھجوروں سے سحری کر کے روزہ رکھا، نماز تہجد ادا کی اور وقت مقرر سے کچھ دیر قبل ہی پھانسی گھاٹ کی طرف جانے لگے۔ آپ سے کہا گیا: ”ابھی کچھ وقت باقی ہے۔“ فرمانے لگے:

”سامنے رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں اور انتظار فرما رہے ہیں۔“

آپ نے جیل حکام سے کہا:

”بوقت شہادت میں سر پر عمامہ باندھے رکھوں گا، میرے چہرے پر کالا کپڑا بھی نہیں ڈالا جائے گا اور میں پھندا اپنے ہاتھوں سے گلے میں ڈالوں گا۔“

چنانچہ آپ کی خواہش پوری کی گئی اور نعرہائے تکبیر و رسالت لگاتے ہوئے فدائے مصطفیٰ ﷺ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہو گیا۔

تاریخی جنازہ اور تدفین : شہادت کے دوسرے دن یکم

مارچ 2016ء بروز منگل لیاقت باغ راولپنڈی میں لاکھوں عاشقان رسول ﷺ اور مختلف مکاتب فکر کے افراد نے شیخ الحدیث پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور حکومت کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے اشتکبار آنکھوں کے ساتھ پُر امن طریقہ سے منتشر ہو گئے۔

بعد ازاں اسلام آباد کے نواح میں ”بہارہ کہو“ کے قریب آپ کے آبائی گاؤں ”اٹھال“ میں پچاس ہزار سے زائد افراد نے گل پاشی کرتے ہوئے آپ کو لحد میں اُتارا۔

شہید ناموس رسالت کی مقبولیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا. (مریم: 96)
یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے اللہ تعالیٰ انہیں اپنا محبوب بنائے گا
اور اپنے بندوں کے دل میں اُن کی محبت ڈال دے گا۔

اس وعدہ الہیہ کا اظہار ہے کہ 4 جنوری 2011ء کے بعد شہید ناموس رسالت کو
بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ہر طبقہ کے عشاق رسول اُن سے بہت محبت کرتے ہیں۔
ملک دلپزیر اعوان صاحب کا کہنا ہے: ”4 جنوری کو شام 6 بجے جب پولیس کے
افسران ہمارے گھر آئے تو اجازت لے کر داخل ہوئے، (حالانکہ مجرموں کے
دروازے توڑ کر آتے ہیں) جو چیز جہاں سے اٹھائی وہیں رکھ دی، پھر گھر کے افراد کو
اپنے ہمراہ لے گئے اور اعزاز کے ساتھ سوالات پوچھتے رہے۔“

جب ”ممتاز“ صاحب سے پہلی ملاقات ہوئی تو کئی افسران والد صاحب کے
قدموں میں گر گئے اور کہنے لگے: ”ہمیں معاف کر دیں، ہم مجبور ہیں۔“
ہمیں پولیس افسران کے اس رویہ پر حیرت ہوئی تو ”ممتاز“ صاحب نے مجھے
قریب بلا کر میرے کان میں کہا: ”یہ تو کچھ بھی نہیں، غلامان رسول ﷺ کے قدموں
میں تو بادشاہوں کے تاج بھی جھک جاتے ہیں۔“

عدالت میں پہلی پیشی کے موقع پر وکلاء نے اُن کا زبردست استقبال کیا اور کئی من
پھول نچا کر دیے، جس سے بوکھلا کر حکومت نے فیصلہ کیا کہ ممتاز حسین قادری کیس کا
ٹرائل خصوصی عدالت کے ذریعے جیل میں ہی ہوگا۔ لاکھوں روپے فیس لینے والے
سینکڑوں وکلاء نے اُن کا کیس مفت لڑنے کی پیشکش کی۔

جب وہ جیل پہنچے تو ہزاروں قیدیوں نے ”غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے“

کے نعروں سے استقبال کیا اور اُن کے گلے میں ہار ڈالے۔

اُن کی شہادت پر دنیا بھر کے مسلمانوں کی افسردگی اور ملک و بیرون ملک سے جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت اُن کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شہید ناموس رسالت کی کرامات:

جیل میں آپ کی برکت سے کینسر اور دیگر امراض میں مبتلا متعدد علاج مریض شفا یاب ہوئے۔ اُن کا کہنا ہے کہ ہماری صحت یابی پر ڈاکٹر زنجو حیرت ہیں۔

شہید ناموس رسالت نے اپنی یادداشتوں میں لکھا:

”پیر و مرشد کی نظر کرم اور اثر انگیز دعاؤں کی بدولت جیل کی کوٹھڑی، جس کا سائز 6*8 ہے، اکثر ایک وسیع باغیچہ میں تبدیل ہو جاتی ہے، دُور دُور تک پھول دار اور پھل دار درخت نظر آتے ہیں، آسمان بھی نظر آتا ہے، چشمے بھی نظر آتے ہیں، اور پہاڑ اور پرندے بھی، سب کچھ نظر آتا ہے اور مل بھی جاتا ہے۔ جیل کی دیواروں کو اکثر ٹوٹا ہوا شگاف زدہ دیکھتا ہوں اور جیل کی سلاخیں اکثر ہوا یا پانی کی لہروں کی طرح راستہ دیتی رہتی ہیں۔ وہ تمام عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ستاروں کی طرح حرف بحرف نظر آتے ہیں جو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خاطر اور میری رہائی کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں۔“

آپ کو غسل دینے کی سعادت حاصل کرنے والے سید امتیاز حسین شاہ مدظلہ (مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم) کا کہنا ہے: ”آپ کے جسم مبارک سے ایسی عمدہ خوشبو پھوٹ رہی تھی کہ میں نے زندگی بھر ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔“

یعنی شاہدین (مولانا قاسم نقشبندی، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور و دیگر) کا کہنا کہ دو

دن گزر جانے کے باوجود اُن کا جسم مکمل طور پر تروتازہ تھا، پھانسی کے باوجود چہرہ کی چمک مسلسل بڑھ رہی تھی اور تدفین تک اُن کے مبارک جسم سے معطر پسینہ جاری تھا۔

ہماری ذمہ داری: اسلام کے نام پر بننے والی ریاست میں گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والے غازی کے ”انوکھے عدالتی قتل“ پر ہر آنکھ اشکبار ہے اور ہر دل پریشان ہے۔ اس صورت حال میں بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ:

☆ شہید ناموس رسالت کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے یہ عہد کریں کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عینی شاہدین کے بقول شہادت کے بعد غازی صاحب کا دیدار کرنے کے لیے آئے ہوئے ایک DSP نے سلوٹ کرتے ہوئے کہا: ”تم خود تو چلے گئے ہو، لیکن اپنے پیچھے محکمہ میں بہت سے غازی چھوڑ گئے ہو۔“

☆ شہید ناموس رسالت کے قتل میں اور گستاخ رسول سلمان تاثیر کی حمایت میں ملوث تمام افراد اور جماعتوں سے لاطعلقی اختیار کریں۔

☆ آسیہ ملعونہ کو پھانسی دلانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

☆ قانون تحفظ ناموس رسالت کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنائیں۔

☆ اپنی بساط کے مطابق عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائیں اور دشمنان اسلام کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔

☆ شہید گرامی کی وصیت کے مطابق اتحاد اہل سنت کے لیے بھرپور کوشش کریں۔

☆ سیکولر ازم (لادینیت) کے فروغ کے لیے کی جانے والی کوششوں کو ناکام بنائیں۔

نوٹ: شہید ناموس رسالت کے گھریلو حالات ملک دلپذیر اعوان صاحب کی تحریر سے ماخوذ ہیں، جو ”شمشیر بے نیام برگستاخ بے لگام“ از قلم مولانا سجاد حیدر، مطبوعہ والضحیٰ پبلی کیشنز میں شائع ہوئی۔

ناموس مصطفیٰ پہ جوانی لٹائیے
ناموس مصطفیٰ پہ پنچھاور میں دو جہاں
ناموس مصطفیٰ پہ ہے مرنے میں زندگی
ناموس مصطفیٰ پہ تو کٹتے ہیں یا نصیب
ناموس مصطفیٰ کی حفاظت ہے بندگی
ناموس مصطفیٰ کے تحفظ کے واسطے
ناموس مصطفیٰ کا تقدس رہے بحال
گستاخ مصطفیٰ کی سزا قتل ہے صحیح
گستاخ، بدکلام کو دوزخ میں بھیج کر
کرتے ہیں جو بھی دین نبی میں سداقت
جتنے بھی غامدی و وحیدی ہیں منکرین
غازی ہے دین حق کا ممتاز قادری
سرکار دو جہاں سے ہے اتر کی التماس
اپنے کرم سے اس کو نوازش ہو ہر عطا
مہجور کر رہا ہے ادا فرض منصبی

نتیجہ مسکر: سید عارف محمود مہجور رضوی

جلسہ علماء و فضلاء اسلامیہ پاکستان

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ قرآنیہ اسلامیہ اہل سنت و جماعت لاہور

Ph: 042-37374429 Cell: 0315-7374429

Email: munpk7374429@gmail.com